اور آج وہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ اس کا ہر امروز روزِ گذشتہ سے بہتر ہے۔ یہ سالنامہ رسالہ کی عمر کے اکتیسویں برس کی یادگار میں حسب دستور و معمول شائع ہوا ہے۔ اس میں دس مقالات ہیں، ۶۰ نظمیں، ۳۵ غزلیں، بیس فسانے، دو ڈرامے۔ پھر افکار، ادارہ، مکتوبات اور پیامات ان سب پر مستزاد اور ہر چیز معیاری ادب کی ترجمان۔ شاعر کے گذشتہ خاص نمبروں کی طرح اس نمبر کی بھی یہ بڑی خصوصیت ہے کہ اس میں فن و ادب کے ہر مکتبۂ خیال کی نمائندگی اس التزام سے ملتی ہے کہ ان مقالات نظم و نثر کو پڑھکر ایک صاحبِ نظر اردو شعر و ادب کی موجودہ رفتارِ ترقی اور ان کے رجحانات کا یکجائی مطالعہ کر سکتا اور اُس کی مدد سے عہدِ جدید کے ادب کی تاریخ مرتب کر سکتا ہے۔ شاعر کی طرح ہند و پاک میں ایسے رسالے کم ہی ہیں جو دھڑے بندی سے بچکر ادب کی اس طرح مخلصانہ خدمت کر رہے ہوں۔ اعجاز صاحب کے قلم سے جرعات جس میں اردو زبان کے معاملات و مسائل سے بحث ہوتی ہے وہ بھی لائق مطالعہ ہوتے ہیں۔

ماہنامہ ادیب علی گڈھ کا شبلی نمبر - مرتبہ جناب ابن فرید۔ تقطیع کلاں ضخامت ۴۴۰ صفحات۔ کتابت و طباعت بہتر۔ قیمت للعہ روپیہ۔ سر سید بکڈپو۔ علی گڈھ - ۲

ادیب جامعہ اردو علی گڈھ کا ماہنامہ ہے۔ زیر تبصرہ نمبر خاص مولانا شبلی سے متعلق مضامین و مقالات کے لئے مخصوص ہے۔ چونکہ مقصد مولانا مرحوم کے متعلق زیادہ سے زیادہ مواد کو یکجا کر دینا تھا جس سے مولانا کے گوناگوں کمالات اور ان کے کارناموں پر روشنی پڑ سکے اس لئے نئے مضامین کے ساتھ بعض مرحومین کے غیر مطبوعہ اور مطبوعہ مقالات بھی شامل کر لئے گئے ہیں۔ مولانا جس جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے اُس کے پیشِ نظر یہ ظاہر ہے کہ ایک نمبر سے اُس کا حق ادا نہیں ہو سکتا چنانچہ مولانا سیّد سلیمان ندوی کی ضخیم مگر ناتمام کتاب حیاتِ شبلی کے علاوہ اب تک اور مستقل کتابیں اور بیسیوں مقالات و مضامین بھی لکھے جا چکے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ نمبر بعض اپنی خصوصیات کی وجہ سے مستقل قدر و قیمت رکھتا ہے۔ شروع میں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے قلم سے پیشِ لفظ ہے۔ آخر میں مولانا شبلی کے غیر مطبوعہ خطوط اور عابد رضا صاحب بیدار کے قلم سے "شبلی بحیثیت صحافی" پھر کتب نما اور مقالہ نما یہ سب اس نمبر کی خاص چیزیں ہیں۔ مولوی عبدالحق نے اگرچہ خط میں لکھا ہے کہ وہ شبلی کے مخالف نہیں ہیں لیکن اس خط میں بھی وہ ہجو ملیح کر ہی گئے۔ مولانا سعید انصاری کے مضمون میں بھی یہ دیکھ کر دکھ ہوا کہ انھوں نے مولانا عبدالسلام ندوی کی منقبت سرائی کے لئے یہ ضروری سمجھا کہ سید صاحب پر چھینٹے اُڑائیں اور اُن کے متعلق ایسی بات لکھیں جسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا ۹۵

۹۵ بہر حال اس سے قطع نظر یہ اپنے مقصد میں بڑا کامیاب ہے اور اس کے لئے ابن فرید صاحب اور اُن کے رفقاء کی محنت و کوشش لائق داد اور سزاوار تحسین ہے۔